هفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۲۸ ستمبر ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

حج سے گناہ دُھل جاتے ہیں

اِنَّ الْحَجَّ یَغْسِلُ الذُّنُوْبَ کَمَا یَغْسِلُ الْمَآءُ الدَّنَسَ (طبرانی)

ترجمہ: بے شک حج گناہوں کو یوں دھو ڈالتا ہے جیسے پانی میل کو صاف کر دیتا ہے۔

تشریح: حج اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ہر صاحب حیثیت مسلمان پر تمام عمر میں ایک دفعہ فرض ہے۔ مسلمان دور دراز کا سفر اختیار کر کے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں گھر بار کاروبار اور اہل و عیال سب چھوڑ کر اللہ کے اس فرض کو ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ جاتے ہیں اس فرض کی ادائیگی میں تکلیف کچھ زیادہ ہی اٹھانی پڑتی ہے اس لئے اس کا ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ حج کرنے کے بعد آدمی گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوا ہے۔

جنّت تلواروں کے سائے میں ہے

ترجمہ: جنّت تلواروں کے سائے میں ہے۔

تشریح: جہاد اسلام کا چھٹا رکن ہے۔ یہ آپ کے ارشاد ماضٍ اِلیٰ یوم القیامۃ کے تحت قیامت تک جاری رہے گا — اس حدیث میں آپؐ نے جہاد کی اہمیت بتائی ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں دین کی سربلندی کی خاطر اپنی جان تک قربان کر دیں تو انہیں ہمیشہ کی زندگی اور جنّت ملے گی۔ شہید کی موت لاکھ زندگیوں سے بہتر ہے۔

ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں

مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا ۔ (ترمذی شریف)

ترجمہ: جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تشریح: مسلمان کا معاملہ بالکل صاف اور کھرا ہونا چاہیئے۔ اسلام نے دھوکے اور ملاوٹ سے روکا ہے۔ مسلمان اپنا مال فروخت کرتے وقت خریدار کے سامنے رکھ دے۔ اس کی خوبی اور عیب سب کر دے۔ تاکہ خریدار کسی دھوکے میں مبتلا نہ ہو۔ اسی طرح کسی چیز میں دوسری شے کی آمیزش نہ کرے اس سے خریدار کو نقصان پہنچتا ہے۔ بہت بڑا اجر ملے گا ان تاجروں کو جو صفائی اور دیانت داری سے تجارت کرتے ہیں اور بہت بڑا خسارہ ہے ان تاجروں کے لئے جو دھوکے اور ملاوٹ سے کام لیتے ہیں۔ قیامت میں سب کھرا کھوٹا سب الگ الگ ہو جائے گا۔

کتنی بڑی ڈانٹ ہے اس حدیث میں دھوکہ دینے والوں اور ملاوٹ کرنے والوں کے لئے

مسلمان کی تعریف

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ ۔

ترجمہ: (صحیح معنوں میں) مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

تشریح: اسلام سرتا سر سلامتی اور امن ہے اپنے ماننے والوں کو سلامتی ہی کا سبق سکھاتا ہے پس کامل مسلمان وہ ہے جس

(باقی ۶ پر)

نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱۲

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبد الرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

ایٹمی تنصیبات پر حملہ کا خطرہ

اور

ہماری ذمّہ داری

گذشتہ دنوں امریکہ کے بعض اداروں کے حوالہ سے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ بھارت پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کی تیاریاں کر رہا ہے اور اسے پاکستان میں ایٹمی تنصیبات کے بارے میں معلومات اسرائیل فراہم کرے گا۔

عراق کی ایٹمی تنصیبات پر اسرائیلی حملہ کے بعد سے اس امر کا خطرہ مسلسل محسوس کیا جا رہا تھا اور ایک دو بار اسرائیلی حکمرانوں کی طرف سے اس قسم کی دھمکیاں بھی سامنے آئی ہیں لیکن اب امریکی اداروں کی طرف سے واضح طور پر ان خطرات کا اظہار ہوا ہے اس لئے اس کے مضمرات اور نتائج پر ہمیں گہری توجہ اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا ہوگا۔

جہاں تک ایٹمی قوت کا تعلق ہے یہ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام کی اہم ترین ضرورت ہے۔ صنعتی اور زرعی ترقی کے لئے بھی اور دفاعی نقطۂ نظر سے بھی ایٹمی قوت کا حصول عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ بن چکا ہے، توانائی کے وسائل محدود ہوتے جا رہے ہیں اور صنعتی، زرعی اور تکنیکی محاذوں پر توانائی کی ضرورت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے اور اس بڑھتی ہوئی ضرورت کا پورا کرنا اس کے سوا ممکن نہیں رہا کہ عالم اسلام بالخصوص

ناشر مولانا عبید اللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

پاکستان ایٹمی قوت سے بہرہ ور ہو تاکہ اس کی ترقی کی رفتار متأثر نہ ہو۔

دفاعی نقطۂ نظر سے بھی ایٹمی قوت عالم اسلام کی اہم ضرورت ہے کیونکہ یہ ایٹمی قوت ہی ہے جس کے باعث بعض اقوام کو عالمی دفاعی اور فوجی محاذ پر اجارہ داری حاصل ہے اور عالمی فوجی قوت کے اجارہ دار ممالک اپنی اجارہ داری برقرار رکھنے کے لئے پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک کے ایٹمی پروگراموں کی نہ صرف مخالفت کر رہے بلکہ ان پروگراموں کو سبوتاژ کرنے کے لئے بھی سب کچھ کر گذرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

ہمارا مؤقف شروع سے یہ رہا ہے کہ ایٹمی قوت صرف صنعت و زراعت اور ترقی کے محاذ پر ہی ہماری ضرورت نہیں۔ بلکہ دفاعی اور فوجی شعبہ میں بھی ہماری اہم ترین ضرورت ہے کیونکہ اس کے بغیر عالم اسلام بالخصوص پاکستان عالمی دفاعی نظام میں اپنا صحیح اور جائز مقام حاصل نہیں کر سکتا اور اس سلسلہ میں عالم اسلام کے حکمران ایٹم کی اجارہ دار قوتوں کے سامنے جو معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کئے ہوئے ہیں وہ کسی طور بھی جائز اور مناسب نہیں ہے۔

آخر کیا وجہ ہے کہ امریکہ روس، برطانیہ، فرانس، چین، بھارت اور اسرائیل کو جو فوجی اور دفاعی قوت حاصل ہے وہ عالم اسلام بالخصوص پاکستان کے لئے شجر ممنوعہ بنائی جا رہی ہے۔ مسلم حکمرانوں کو اس سلسلہ میں جرأت مندانہ اور دو ٹوک مؤقف اختیار کرتے ہوئے ایٹمی قوت کے حصول کے لئے مشترکہ حکمت عملی وضع کرنی چاہئے۔

اس پس منظر میں پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر بھارتی حملہ کے خطرہ کی باتیں نہ تو غیر متوقع ہیں۔ اور نہ ہی ناقابل فہم ہیں — عالمی سامراجی قوتوں بھارت اور اسرائیل کو پاکستان یا عالم اسلام کے کسی بھی ملک کا ایٹمی قوت سے بہرہ ور ہونا گوارا نہیں ہے اور وہ اس کو روکنے کے لئے ہر حد کو پھلانگنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں جس کا عملی مظاہرہ عراقی ایٹمی بجلی گھر کی اسرائیل کے ہاتھوں تباہی اور عالمی قوتوں کے خاموش تماشائی کے کردار کی صورت میں سامنے آ چکا ہے۔

اس لئے پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کے تحفظ کے لئے خصوصی اقدامات اور ہمہ وقت چوکس اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے جن کے اسرائیل کے ساتھ خصوصی روابط کے شواہد کئی بار سامنے آ چکے ہیں۔ ہماری مراد قادیانی گروہ سے ہے جو پاکستان میں استعماری قوتوں کے ایجنٹ کے طور پر نہ صرف موجود ہے بلکہ سول سروسز اور مسلح افواج میں اس گروہ کے افراد ایسے اہم عہدوں پر فائز ہیں کہ ان کی موجوگی میں کسی نازک سے نازک راز کے محفوظ رہنے کا یقین نہیں کیا جا سکتا۔ اس گروہ کے بھارت اور اسرائیل دونوں کے ساتھ روابط ہیں۔ اسرائیلی فوج میں قادیانی سینکڑوں کی تعداد میں بھرتی ہیں اسرائیل میں قادیانی گروہ کے مشنری مراکز موجود ہیں اور پاکستان کی سالمیت اور وحدت کے خلاف اس گروہ کے جذبات و عقائد کئی بار سامنے آ چکے ہیں اس لئے ہم حکومتِ پاکستان کو اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایٹمی تنصیبات کی حفاظت کی حکمت عملی میں متعلقہ محکموں اور علاقوں میں قادیانیوں کی سرگرمیوں، دلچسپیوں اور نقل و حرکت کی نگرانی کو خاص اہمیت دی جائے اور فوج اور سول کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی علیحدگی کے بارے میں پاکستانی مسلمانوں کے مطالبہ کو فوری طور پر منظور کرتے ہوئے اس شاخ کو ہی کاٹ دیا جائے جس پر یہ گروہ بیرونی استعماری آقاؤں کے لئے

(باقی ۶ پر)

مجلس ذکر

ضبط و ترتیب: اسعد قادری

اولیاء کرام کا احسان والدین سے زیادہ ہے

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: —

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔

(صدق اللہ العظیم)

محترم حضرات! حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے الفاظ میں اس آیت کا ترجمہ یوں ہے:—

"البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔"

یعنی اللہ کے رسولؐ کی زندگی تمہارے لئے مشعل ہدایت ہے انسان کو اپنی پیدائش سے وفات تک جو مسائل پیش آتے ہیں ان سب کا شافی جواب اسوۂ حسنہ میں موجود ہے۔ سچ پوچھیں تو آج روئے زمین پر سیدھی اور صحیح راہ ایک ہی ہے۔ سورۂ انعام کی ایک آیت کی روشنی میں حضور علیہ السلام نے زمین پر ایک خط مستقیم کھینچا اور اس کے اردگرد ٹیڑھے ترچھے کئی خطوط کھینچے اور فرمایا یہ سیدھا خط تو صراط مستقیم ہے، اور یہ ادھر ادھر جو خطوط ہیں ان کی مثال غلط راستوں کی سی ہے۔

آج دنیا میں بعض لوگ اور بھی ہیں جو اپنے مذاہب کے معاملہ میں آسمانی مذاہب کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بات تو صحیح ہے اور جن انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ وہ مذاہب دنیا میں آئے تھے ان کی صداقت میں ذرہ برابر شک نہیں اور جو شک کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ مذاہب اپنے نام لیواؤں کی حرکات کے سبب تحریف کا شکار ہو گئے — اب سچا مذہب دین اسلام کی شکل میں موجود ہے۔ جس کی الہامی کتاب قرآن مجید ہے جو تمام آسمانی مذاہب اور ان کی کتابوں کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس کتاب مقدس میں انسانیت کا مقصدِ تخلیق "الّا لیعبدون" فرمایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی — زندگی کے شب و روز کا اس طرح ٹائم ٹیبل بنانا کہ ہر لمحہ مرضی باری کے مطابق گذرے یہی عبادت و بندگی ہے۔ اہل اسلام میں سے جو طبقہ اسلامی احکامات اور سنن نبوی پر سختی سے کاربند ہے وہ حضرات صوفیاء کرام کا طبقہ ہے ان میں سے ایک بزرگ کا نام حضرت سید علی ہجویری قدس سرہ ہے ان کی وفات کو ۹۳۶ برس ہو گئے ہیں انہوں نے اللہ کا نام بلند کیا، توحید الٰہی کے پھیلانے کے لئے جد و جہد کی اپنی زندگی کے شب و روز اسلام کی ترویج و اشاعت میں کھپا دئے۔ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے لیکن کروڑوں انسانوں کے دل میں ان کی یاد ہے اور لوگ محبت و احترام اور عقیدت سے انہیں یاد کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے ان کے مزار پر ایسے کام بھی ہوتے ہیں جنہیں شرعاً کسی طرح صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ حضور علیہ السلام نے آخری وقت میں جو نصیحتیں فرمائیں ان میں فرمایا کہ "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا —— فرمایا خبردار! میری قبر کو سجدہ گاہ نہ بنانا —— اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا

کسی کے لئے سجدہ کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو خاوند کے لئے حکم دیتا. دودھ کی نیاز چڑھانے والے کو کوئی نہیں کہتا کہ یہاں سال بھر دودھ میں پانی ملا کر گاہکوں سے فریب کرتے ہو تو ایک دن کی یہ نیاز تمہارے اس گناہ کا کفارہ نہیں بنے گی۔

عزیزانِ محترم! اولیاء کرام کی زندگی اور ان کے مشن کا مطالعہ کریں' ان کی تعلیمات پڑھیں۔ وہ کیا کہتے تھے اور سیّد علی ہجویریؒ کو خاص طور پر دیکھیں کہ کتنی دور سے آئے اور کیوں؟ آدمی اتنے بڑے ہیں کہ ان کے قریباً ایک صدی بعد ہمارے حضرتؒ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ دنیا سے رخصت ہوئے۔ ہمارے حضرت لاہوری قدس سرہٗ ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے کہ ان کا احسان والدین سے زیادہ ہے انہوں نے ہمیں فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچایا۔

حضرات اولیاء کرام اصل محسن ہیں ان کے ذریعہ یہاں اسلام پھیلا۔ مجاہدین اسلام کی بھی خدمات مسلّم ہیں۔ ان میں محمد بن قاسم' سلطان محمود غزنویؒ سلطان شہاب الدین غوری' پھر خاندان تغلق، خلجی، غلاماں، مغل، سوری سب کی خدمات ہیں کم زیادہ اللہ تعالےٰ ان کی خدمات قبول فرمائے اور ان کی خطاؤں سے درگذر فرمائے ـــ لیکن ان سے زیادہ احسان ان اہل اللہ کا ہے جنہوں نے اخلاقی قوت سے کام لیا ـــ سلطان محمود غزنویؒ حضرتؒ علی ہجویریؒ کے ہم عصر تھے انہوں نے اپنا کام کیا انہوں نے اپنا ـــ ہمارے حضرت مدنی قدس سرہٗ انہی حضرات کے کردار کو سامنے رکھ کر فرماتے کہ انگریز اسلام کے تلوار سے پھیلنے کا پروپیگنڈا کرتا ہے ان حضرات کے پاس کون سی تلوار تھی ـــ بس یہی اخلاق کی تلوار تھی جو ان حضرات کو اپنے آقا و مولا اور انسانیت کے سرتاج و سرخیل حضور قائدِ اعظم نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے ورثہ میں ملی۔ آپ کو ہر جگہ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ لیکن آپ نے کبھی بددعا نہیں کی۔ دعاؤں سے نوازا ـــ ان لوگوں نے جو انقلاب بپا کئے وہ ایک مثال ہے۔ حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ اسی لئے فرماتے کہ ایک انقلابی مسلمان ایک ہزار غیر انقلابی سے بہتر ہے ـــ"

یہ حضرات اپنی نیکی' عفت و پاکیزگی' دینی جدو جہد اور عقیدہ کی صحت و درستگی کی بنیاد پر اللہ تعالےٰ کے قربِ جوار میں اعلا مرتبہ پر فائز ہوں گے اور غلط حرکات کے مرتکب خائب و خاسر ـــ اس لئے میں آپ حضرات کو دعوت اصلاح دیتا ہوں اللہ تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین!

بقیہ : احادیث الرسولؐ

کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ عام طور پر اذیّت ان ہی دو اعضاء سے پہنچائی جاتی ہے۔

آج مسلمان دوسرے مسلمان سے محفوظ نہیں ہے۔ غیبت، چغلی' جھوٹ، بہتان، مارپٹائی، قتل و غارت اور آبرو ریزی ہم میں کس قدر عام ہو چکی ہے۔ ان جرائم کی بناء پر دنیا جہنم کا نمونہ بن چکی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنائیں اور اس حدیث پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

بقیہ : اداریہ

جاسوسی اور سازشوں کا گھونسلہ تعمیر ہو سکے۔

یہ ملکی سالمیت کا اہم ترین تقاضا ہے اور حکمرانوں کو سنجیدگی کے ساتھ اس طرف فوری توجہ دینی چاہئے۔

مسلمانو! نماز پڑھو

نماز اللہ کا سب سے بڑا فرض ہے قیامت کو سب سے پہلے اسی کی پوچھ ہوگی۔

خطبۂ جمعہ

ضبط و ترتیب: ادارہ

مخلص اور مُفسد اہلِ علم

دونوں کا انجام

جانشینِ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ:۔

اعوذ باللہ من الشّیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ . . . . . فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ۔

صدق اللہ العلی العظیم،

اے ایمان والو! بہت سے عالم اور فقیر لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے، جس دن وہ دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا۔ سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

(حضرت لاہوریؒ)

ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ ان آیات سے قبل اللہ تعالےٰ نے یہود و نصاریٰ کی بے راہروی اور گمراہی کا ذکر فرمایا ہے کہ یہود نے تو حضرت عزیر علیہ السلام کو اور نصاریٰ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بنا لیا ـــ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس کافرانہ عقیدہ کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ـــ" ہلاک کرے ان کو اللہ"۔ حضرت عیسٰی و عزیر علیہما السلام کو اللہ کا بیٹا بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے عالموں اور درویشوں کو جس طرح انہوں نے خدا بنایا اس کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اور فرمایا کہ ان کو حکم تو دے دیا گیا کہ ایک رب کی عبادت کریں کیونکہ اس ذات کے بغیر کوئی مستحق عبادت نہیں ـــ اور پھر آخری دین اسلام کے متعلق فرمایا جو پوری دنیا کی رشد و ہدایت کے لیے اللہ نے اپنے آخری پیغمبرؐ پر نازل فرمایا۔ یہود و نصاریٰ جس طرح اس دین کی مخالفت کرتے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ لوگ اللہ کے دین کی روشنی کو بجھانا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اسے پورا کر کے چھوڑیں گے اور ساتھ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کی بعثت کا ذکر کیا اور فرمایا کہ انہیں اللہ تعالےٰ نے ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا۔ مقصد اس دین کا تمام ادیان پر غلبہ ہے۔

یہود و نصاریٰ کی اسلام دشمنی

یہود و نصاریٰ کی بدعقیدگی اور اسلام دشمنی کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے غلبہ کی نوید سنائی ۔ یہود و نصاریٰ بالخصوص ان کے علماء اور صوفیاء جس طرح اسلام دشمنی کا مظاہرہ کرتے اس کا اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ ذکر فرمایا ہے جس کا خلاصہ اتنا ہی ہے کہ اپنی قیادت و چودھراہٹ ، خود غرضی، مال و جاہ کی محبت اور گمراہی کا ان آیتوں میں ذکر ہے جو ابتدا میں تلاوت کی گئیں ۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی" فرماتے ہیں

یعنی روپیہ لے کر احکام شرعیہ اور اخبار الٰہیہ کو بدل ڈالتے ہیں (اس کی تفصیل قرآن و حدیث میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے) اُدھر عوام الناس نے انہیں جیسا پہلے گذرا خدائی کا مرتبہ دے رکھا ہے (اور یہ اسی دور سے متعلق نہیں ہر دور میں یہی ہوتا رہا عوام کی جہالت و نادانی نے کچھ لوگوں کو ہمیشہ ہی خدائی کا درجہ دیا بقول کسے ؎

اللہ کے کچھ بندے معبودی بن بیٹھے ہیں
لوگوں میں نظر آئی جب خوئے جبیں سائی)

جو کچھ غلط سلط کہہ دیں وہ ہی ان کے نزدیک حجت ہے اسی طرح یہ علماء و مشائخ نذرانے وصول کرنے ، لگے بٹورنے اور سیادت و ریاست قائم رکھنے کے لیے عوام کو مکر و فریب کے جال میں پھنسا کر راہِ حق سے روکتے رہتے ہیں کیونکہ عوام اگر ان کے جال سے نکل جائیں اور دینِ حق اختیار کر لیں تو ساری آمدنی بند ہو جائے ۔"

یہ تفصیلات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اور حضور علیہ السلام کی امت کو کیوں بتائیں ۔ اس کا جواب مولانا عثمانی کی زبانی یہ ہے :-

" یہ حال مسلمانوں کو سنایا تاکہ متنبہ ہو جائیں کہ امتوں کی خرابی اور تباہی کا بڑا سبب تین جماعتوں کا خراب و بے راہ ہونا اور اپنے فرائض کو چھوڑ دینا ہے ـــ علماء مشائخ اور اغنیاء و رؤسا' ان میں سے دو (علما ۔ مشائخ) کا ذکر تو ہو چکا ۔ تیسری جماعت رؤسا کا آگے آتا ہے ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا

وَہَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُھْبَانُھَا

حضرت لاہوری قدس سرہٗ کا ارشاد

حضرت الامام لاہوری قدس سرہٗ جو اس خطّہ میں قرآن عزیز کے سب سے بڑے خادم اور مبلغ تھے انہوں نے مختصر الفاظ میں کتنی خوبصورت بات فرمائی ۔

" اے مسلمانو! تم علماء سوءِ اور بناوٹی صوفیوں سے بچتے رہو کہیں تم میں بھی وہ امراض پیدا نہ ہو جائیں ۔"

اہلِ علم کے دو طبقے

محترم حضرات! علم اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت اور دولت ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے انہیں علم کی لازوال نعمت بخشی ، یہی حضرت انسان کا طرۂ امتیاز ہے ۔ اہل علم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ فرمایا اور معلّم کتاب و حکمت امام المرسلین ، خاتم المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ وسلم نے اہلِ علم کی تعریف و توصیف میں متعدد ارشادات فرمائے حتیٰ کہ آپؐ نے اہل علم کی عابد حضرات پر فضیلت کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ان کی مثال ایسی ہے جیسے میری اور ایک امتی کی مثال ۔ آپ نے طلب علم کے

لیے سفر میں مرنے والے کو شہید بتایا اور اس کے لیے فرمایا کہ ہر چیز دعا مانگتی ہے لیکن اُدھر اسی علم کو وبال بتایا جب وہ اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور اس کے دین کے احکام کے لیے نہ ہو ۔ جس پر عمل نہ ہو جس کو لوگوں کی ہدایت کے بجائے ان کی گمراہی کا ذریعہ بنایا جائے سورۂ جمعہ میں بے عمل اہل علم کو ایسے گدھے سے تشبیہ دی گئی جس پر کتابیں لدی ہوں ۔

اور وہ لوگ جو علم کو دنیوی اغراض اور مادی منفعتوں کا ذریعہ بنائیں ۔ ان کی مذمت میں قرآن کی دسیوں آیتیں موجود ہیں ۔ حضرت حق نے فرمایا کہ وہ لوگ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں ، فردائے محشر میں اللہ کی نظر کرم اس کی محبت بھری گفتگو سے یہ لوگ محروم ہوں گے اور حضور علیہ السلام نے ایسے سیاہ باطن اور بدبخت عناصر کے لیے " آگ کی لگام " کی وعید سنائی ۔

گویا دنیا کے ہر طبقے کی طرح اہل علم میں بھی دو طبقے ہیں ۔ علم کو اللہ کی رضا کی خاطر سیکھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والا طبقہ اور علم کو دنیا کی واہ واہ اور مادی منفعتوں کی خاطر حاصل کرنے والا طبقہ ـ قرآن و سنّت کے واضح ارشاد ہیں کہ پہلا طبقہ کامیاب ہے تو دوسرا ناکام ۔

اہل علم کے دوسرے طبقے کی ناکامی اور ان کا انجام

اس طبقہ نابکار کی ناکامی و نامرادی جہنّم کے عذاب کی شکل میں سامنے آئے گی بلکہ سچ یہ ہے کہ جہنّم کا مرحلہ تو آئے گا سو آئے گا دنیا میں ہی ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی گرفت کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ جب پروردگار عالم راہِ حق میں مال کی قربانی نہ کرنے والوں کے لیے اتنی سخت سزا بیان فرما رہے ہیں کہ انہی کی جمع کردہ دولت نارِ جہنم میں گرم کر کے ان کو داغ دئے جائیں گے تو ان کا کیا حشر و انجام ہوگا جو علم کے بیوپاری اور علم جیسی متاعِ عزیز کو خلقِ خدا کی گمراہی کا باعث بنانے والے ہیں ۔ مولانا عثمانی" کتنے پتے کی بات فرماتے ہیں ۔

" جو لوگ دولت اکٹھی کریں خواہ حلال طریقہ سے ہو مگر خدا کے راستہ میں خرچ نہ کریں ان کی سزا یہ ہے (کہ ان کی دولت گرم کر کے انہیں داغ دے جائیں گے) تو اسی سے ان احبار و رہبان (علماء و مشائخ) کا انجام معلوم کر لو جو حق کو چھپا کر یا بدل کر روپیہ بٹورتے ہیں اور ریاست قائم کرنے کی حرص میں عوام کو خدا کے راستہ سے روکتے پھرتے ہیں ۔"

اور حضرت لاہوری قدس سرہٗ ایک کھرے انداز میں فرماتے ہیں :-

" جو لوگ خلقِ خدا سے ناحق روپیہ بٹور لیتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں صرف نہیں کرتے، ان کو قیامت کے دن یہ سزا ملے گی ۔ لہٰذا ان علماء سُوء اور تصنع کے صوفیوں کو ہوش سے کام لینا چاہیے ہاں علماء ربانی اور اور اللہ والے صوفی مستثنیٰ ہیں ، انہیں کے دم سے اسلام آج تک زندہ رہا ہے اور زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا ۔"

دورِ حاضر کی سنگینی

حضرات گرامی ! قرآن عزیز اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کے ارشادات طیّبات اور اکابر اہل علم و فضل کے تشریحی نوٹ آپ نے ملاحظہ فرمایے ـــ مزید کسی تفصیل کی ضرورت نہیں ـــ ہاں

اس آئینہ میں اپنا چہرہ دیکھنے کی بہر حال ضرورت ہے ـــــ کیونکہ قرآن عزیز کتاب ہدایت ہے، عبرت و نصیحت کا صحیفہ ہے۔ امم ماضیہ کے حالات و وقائع جو بیان ہوتے ہیں تو وہ اس لیے نہیں کہ تاریخی تفصیلات بیان کرنا مقصود ہیں بلکہ ان کا مقصد راہ کی ان سنگینیوں سے اپنے دامن کو بچانا ہے جو پہلی قوموں کے ابھاؤ کا باعث بنیں۔ اس آئینہ صداقت میں جب ملّت کا اجتماعی چہرہ دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایک خوفناک تصویر سامنے آتی ہے۔ اہل اقتدار جو قیام عدل کے ذمہ دار ہیں ان کی سنگدلانہ حرکات اور ناانصافیوں سے ارضِ وطن کا ذرہ ذرہ شکوہ کناں نظر آتا ہے اور یہ بات سو فیصد درست ہے کہ جب حکمران عادل نہیں ہوتا تو کسی پل اطمینان نہیں ہوتا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَورِ مسعود میں زلزلہ آیا تو اس مردِ حق آگاہ نے زمین پر دُرّہ مار کر فرمایا کہ جب تیری پُشت پر عمرؓ نے انصاف ہی انصاف کیا ہے تو پھر ایسا کیوں؟ زمین تھم گئی اور اس کی حرکت رُک گئی لیکن اب عدل و شرافت ڈھونڈے سے نظر نہیں آتی۔ مشائخ جو اللہ کے دین کے ڈنکے بجاتے تھے اور اس کے لیے انہوں نے زندگیاں بیچ دی تھیں ان کے نام پر کیا کچھ نہیں آتا وہ تو اللہ کے یہاں سرخرو ہیں لیکن ایسا کرنے والے دین اسلام کے دامن پر کتنا بدنما داغ ہیں الّا ماشاء اللہ چند ایسے ہیں جو اندھیروں میں چراغ جلا رہے ہیں "اہل علم" کو دیکھیں تو گردنیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ ان کے کردار پر کافر و دشمنانِ دین خندہ زن ہیں۔ اہل حق کے گنے چنے افراد کے سوا علم کے مدعی جو کچھ کرتے پھرتے ہیں ان پر حضرت ابن مبارک کا ارشاد پوری طرح صادق آتا ہے۔ عمل و اخلاق سے کوسوں دور، ملّت کو آپس میں لڑانا، خدا کے گھروں کو بے آباد کرنا، کعبہ کی بیٹیوں پر اس طرح حملہ آور ہونا جس طرح یمن کا ابرہہ کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا تھا ـــــ یہ ہیں مشاغل آج کے اہلِ علم کے۔ صد ہزار شکر کہ اللہ کی زمین پر کچھ صالح اور نیک بندے موجود ہیں جو اسلاف کے ورثہ علمی کو سنبھال کر بیٹھے ہیں ورنہ آج دین اسلام اور اخلاقی قدریں ان کے ہاتھوں مجروح ہیں جو بزعم خویش اپنے کو دین کا نمائندہ کہتے ہیں۔

میرے عزیز برادرانِ اسلام!

جب یہ طبقات راہِ حق سے منحرف ہو جائیں تو پھر اللہ حافظ، اس لیے آئیں اپنے مالک کے حضور گڑگڑا کر دعا کریں کہ وہ مقلب القلوب اہل علم و مشائخ اور ارباب اختیار کے دل پھیر دے، ان کے دلوں میں دین کی عظمت پیدا فرما دے۔ خطرات و حوادث کی سنگینی کو یہ محسوس کر لیں اور اپنے فرائض کی بجا آوری کا فکر کرتے ہوئے دین اسلام کے غلبہ کے لیے کوشاں ہوں۔

اللھم ارحم امّۃ محمّد صلی اللہ تعالی علیہ واصحابہ وسلم ـــــ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین۔

○

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لیے گذارش ہے کہ ہر چاند مہینہ کی پہلی جمعرات کو مجلس ذکر کے بعد آیت کریمہ ہوتی ہے اس لیے اس جمعرات کو حضرت مولانا انور زیدمجدھم تقریر نہیں فرماتے باقی تین جمعرات کو ذکر کے بعد مختصر تقریر ہوتی ہے جو باقاعدگی سے ہدیۂ ناظرین ہوتی ہے۔ (ادارہ)

مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت

تحریر: محمد یحییٰ خاں

نوائے وقت ۱۶ راگست کے شمارہ میں مولانا نیازی نے تحریک اتحاد اسلامی کی دعوت کے جواب میں اپنے مسلک کے لوگوں کے ساتھ اندرون پاکستان اور بیرونی ممالک میں مبیّنہ بدسلوکیوں اور عام رواداری کی شکایت کی ہے۔

مولانا نیازی کا شکوہ ان کے مل کی بھڑاس ہی نہیں بلکہ ایک چارج شیٹ ہے جو پاکستان میں رہنے والے دوسرے مکاتب فکر کے خلاف بھی ہے وہ خادمین حرمین شریفین اور کویت کے حکمرانوں کے خلاف بھی۔

مولانا عبدالستار نیازی اور دیگر افراد قیام پاکستان میں اہم کردار ادا کرنے کا کریڈٹ وصول کرتے رہتے ہیں۔ اور اس کریڈٹ کے حوالہ سے اہل دیوبند کو مطعون کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے اور اور ایسے موقع پر صرف مولانا حسین احمد مدنی مرحوم و مغفور کو پورے دارالعلوم کا واحد ترجمان ظاہر کرتے ہیں۔ مگر وہ یہ بات دانستہ طور پر بھول جاتے ہیں (یا سادگی کا مظاہرہ فرماتے ہیں جس پر مر مٹنے کو جی چاہتا ہے) کہ مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا شبیر احمد عثمانی بھی دیوبند کے اکابر میں سے تھے۔ تحریک پاکستان میں ان کا کردار اور اثر مولانا نیازی اور ان کے چند پیروں کے کردار کے مقابلے میں بہت زیادہ تھا۔ مولانا مدنی کے اینٹی پاکستان رویہ سے اگر مسلمانوں کو کچھ نقصان پہنچا تھا تو مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ فائدہ بھی ہوا تھا اس لئے بریلوی حضرات کو چاہیئے کہ فرقہ واریت کے جذبے سے اتنے مغلوب نہ ہوں کہ وہ دیوبند کے مثبت سیاسی اثرات کی نفی کی سعیٔ لاحاصل کے مرتکب قرار پائیں۔

اب میں ۱۶ راگست کے شمارہ والے مضمون کی طرف آتا ہوں جس نے مولانا نیازی نے مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت پر اظہار خیال کیا ہے۔

اوّلاً، مولانا نیازی نے پورے مضمون میں اپنے آپ کو سنیوں کا نمائندہ ظاہر کیا ہے اور عرب ممالک میں کنزالایمان پر لگائی گئی پابندی کو سنّیوں کے خلاف کیا گیا اقدام قرار دیا ہے اور حکومت پاکستان سے شکوہ کیا ہے اور اس نے اس پابندی کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہیں کی۔

اس دعوے کے ساتھ بات کرنا کہ بریلویت اور سنّیت ہم معنی الفاظ ہیں اس ذہنیت کی غمازی کرتا ہے کہ موصوف بریلویت کے دائرہ سے آگے بڑھنے سے بالکل عاری ہیں اور ان کے اور ان کے مخالفین کے درمیان کوئی قدر مشترک نہیں جب تک یہ حضرات فرقہ واریت کی اس تنگنائے سے باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اتحاد ملّت کا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

مولانا اس حقیقت سے بے خبری کا مظاہرہ کیوں کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں درحقیقت اس وقت دو ہی فرقے ہیں ایک وہ جو قرآنی احکامات کو امامت کی روشنی میں تعبیر کرتے ہیں اور اہل تشیع کہلاتے ہیں اور دوسرے وہ ہیں جو ان احکامات کو سنتِ نبویؐ کی

روشنی میں تعبیر کرتے ہیں۔ جس کی بنار پر انہیں سُنی کہا جاتا ہے۔ ائمہ اربعہ اہل سنت کے امام تھے یہ الگ بات ہے کہ بعض ممالک میں حضرت امام احمد حنبل اور حضرت امام شافعیؒ کے پیروکاروں کی تعداد کم ہے۔ مگر انہیں سُنی ہی کہا جائیگا ان ائمہ میں اتباع سنت کا جذبہ اور روحانیت کسی دوسرے امام کے مقابلہ میں کم نہیں تھی لیکن اس فرقہ وارانہ ذہنیت کا کیا علاج کہ صرف حضرت امام ابو حنیفہؒ کو سُنی فقہ کا امام کہا جائے اور ان کی فقہ پر عمل نہ کرنے والوں کو دوسرے القاب سے ملقب کیا جائے۔

مولانا نیازی کو یقیناً اس حقیقت کا علم ہوگا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جن کے حوالہ سے بریلوی حضرات اپنی کرامات اور روحانیت کی اقلیم کی سرحدیں متعین کرتے ہیں۔ وہ بھی امام ابوحنیفہ کی فقہ پر امام احمد بن حنبل کی فقہ کو ترجیح دیتے تھے یعنی حنفی کہلانے کی بجائے حنبلی کہلانے پر فخر کرتے تھے۔

مسئلہ اوقاف

بریلوی حضرات عرصہ سے نعرہ لگا رہے ہیں کہ سنی اوقاف کا قبضہ بریلویوں کو دلایا جائے کیونکہ ان کے بقول برصغیر میں اسلام کی روشنی پھیلانے والے تمام اولیاء اور مشائخ بریلوی تھے۔ لہٰذا اوقاف تمام زمین اور اس سے ملحقہ تمام مساجد کو صرف بریلویت کی تبلیغ اور بریلوی مولویوں کے مفاد کے تابع ہونا چاہئے۔ اس مطالبے کے حق میں ان کی دلیل یہ ہے کہ قبروں پر تزئین و آرائش کرنا ان پر جھنڈے لگانا، مرادیں مانگنا اور چڑھاوے چڑھانا چونکہ بریلوی عقیدہ سے مطابقت رکھتے ہیں اور اس سے صاحب مزار شخصیت کی روح خوش ہوتی ہے۔ اس لئے صاحبِ مزار کا تعلق بھی بریلویت سے ہے حالانکہ برصغیر میں جتنی بھی قابلِ ذکر بزرگ شخصیتیں گذری ہیں بشمول حضرت مجدد الف ثانیؒ (سرہند شریف) اور حضرت سید علی ہجویریؒ (لاہور) سب عقیدہ توحید پر پختہ ایمان رکھتے تھے۔ اور ان کی عمریں شرک و بدعت کے خلاف جہاد کرتے ہوئے گذریں (حوالہ کے لئے مکاتیب مجدد اور کشف المحجوب ملاحظہ ہوں) اس بناء پر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ ان کے نام پر قائم شدہ اوقاف کی املاک کی آمدنی ان کے عقائد توحید کی تبلیغ و اشاعت پر خرچ نہ کیا جائے۔

جہاں تک اسلام آباد کی جامع مسجد پر ان حضرات کو قبضہ دینے کا سوال ہے۔ اس کا جواب مشاہدے سے تعلق رکھتا ہے کیا مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے باخبر آدمی کو یہ بات یاد نہیں کہ ان حضرات نے کتنی مساجد پر جبراً قبضہ کیا ہے عشق رسولؐ کے دعویدار اپنے مفاد پر زد پڑنے کے بعد لادین عناصر کے بنائے ہوئے اس محاورے پر پوری طرح عمل پیرا نظر آتے ہیں کہ محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔

تازہ ترین واقعہ بادشاہی مسجد پر قبضہ سے متعلق ہے اس ضمن میں کوئی تبصرہ کرنے سے پہلے ہمیں انکوائری رپورٹ کا انتظار کرنا ہوگا۔

مولانا نیازی نے صدر ضیاء الحق سے یہ شکوہ بھی کیا ہے کہ انہوں نے پیر کرم شاہ صاحب کو یقین دلانے کے باوجود متذکرہ مسجد کا قبضہ نہیں دلایا۔ انہیں یاد دلانے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ پیر کرم شاہ صاحب کو شرعی عدالت میں جج کے عہدہ جلیلہ پر اسی حکومت نے پہنچایا ہے۔ رویت ہلال کمیٹی کا سب سے بڑا عہدہ بھی انہی کے پاس ہے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے

اس وقت روئے زمین پر کسی ملک میں اسلام کی سب سے زیادہ خدمت مملکتِ سعودیہ نے کی ہے

کے پروگراموں میں بھی بریلوی حضرات کو ان کی آبادی کے تناسب سے شاید زیادہ نمائندگی دی گئی ہے۔

اب مَیں اس دعوے کی طرف آتا ہوں۔ جس میں مولانا موصوف نے سوادِ اعظم کی چادر کو اپنے اوپر اوڑھنے کی کوشش کی ہے۔ لگتا ہے تمام فرقے اس دعویٰ کو دہراتے رہتے ہیں۔ اس دعویٰ کی صداقت معلوم کرنے کے لئے کوئی خاص پیمانہ مقرر نہیں۔ کیونکہ ملک کی کثیر آبادی، مولوی حضرات کو ان کے فرقوں کے حوالہ سے نہیں بلکہ ایک خاص وضع قطع کے لحاظ سے پہچانتی ہے جو متشرع شخص نماز پڑھا دیتا ہے۔ اذان دیتا، جنازہ پڑھاتا اور نکاح خوانی کرتا ہے وہ ان کے نزدیک مولوی ہوتا ہے۔ عام لوگ فرقوں کے چکر میں نہیں پڑتے۔ خوش الحانی سے وعظ فرمانا، جلسے کے دوران نعرے لگانا، مخالف مولوی کے ایمان کو مشکوک ٹھہرانا، خاص خاص علامتیں ہیں۔ ان سے جو مقرر بھی فائدہ اٹھا لے وہی فاتح لاہور فاتح وزیرآباد اور فاتح ملتان کہلواتا ہے۔ اہل پنجاب نے مناظرے بھی دیکھے ہیں۔ اور ہر مناظرے کے بعد دونوں مناظر یکساں قوت سے دوسرے کو شکست دے کر کندھوں پر سوار ہو کر جاتے ہیں۔

البتہ ایک پیمانہ عددی اکثریت معلوم کرنے کے لئے اختیار کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ ایسی سیاسی جماعتوں کو لیا جائے جو درحقیقت فرقہ کی بنیاد پر منظم ہوتی ہیں۔ مثلاً جمعیۃ علماء پاکستان اور جمعیۃ علماء اسلام ہیں۔ اوّل الذکر بریلوی اور مؤخرالذکر دیوبندی ہے۔ پچھلے دنوں عام انتخابات میں یہ دونوں جماعتیں کم و بیش برابر رہی ہیں۔ یعنی قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں ان کے ارکان کی تعداد تقریباً تقریباً برابر تھی۔ اگر کہیں فرق واقع ہوا ہے تو وہ انیس بیس کا تھا۔ غالب اکثریت سوادِ اعظم اور سوادِ اقل کا نہیں تھا۔ رہ گئی یہ بات کہ دیگر سیاسی جماعتوں میں ان میں سے کسی ایک فرقے کے افراد کی تعداد زیادہ ہے لائق اعتناء نہیں۔ کیونکہ ان جماعتوں میں بھی جمعیۃ علماء اسلام کے حلقہ سے باہر ان کے ماننے والے افراد کی خاصی تعداد موجود ہے۔

حکومت سعودی عرب

فاضل مضمون نگار اس حقیقت سے بھی بے خبر نہیں ہو سکتے کہ اس وقت روئے زمین پر کسی ملک میں اسلام کی سب سے زیادہ خدمت مملکت سعودیہ نے کی ہے۔ کعبۃ اللہ اور مسجد نبوی کی وجہ سے اس سرزمین کا چپہ چپہ مقدّس ہے جہاں قدم قدم پر انبیائے کرام آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے نقشِ پا موجود ہیں۔ سعودی خاندان نے حرمِ کعبہ اور روضۃ الرسول کی خدمت اور احترام کو ہر چیز پر مقدم جانا ہے چالیس پچاس سال قبل حجاج کرام سے بعض خدمات کے عوض جو معمولی ٹیکس لگایا جاتا تھا حالات بہتر ہو جانے کے بعد نہ صرف وہ معاف کر دیا گیا بلکہ حجاج پر اپنی طرف سے بھی حکومت بڑھ چڑھ کر خرچ کر رہی ہے اگر سعودی خاندان احترام حرمین شریفین کے لئے سخت اور بے لچک اقدامات نہ کرتا تو معلوم نہیں ہر سال جمع ہونے والے انبوہ کثیر کی وجہ سے مقدس مقامات کا کیا حشر ہوتا۔

مولانا نیازی کو خوب یاد ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

ترجمہ: "اے اللہ! میری قبر کو پوجا پاٹ کی جگہ بننے سے محفوظ رکھنا۔"

چنانچہ آپؐ کی دعا کا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے روضۂ اقدس کی حفاظت فرمائی جس کے بارے میں کہا گیا ہے ؎

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

کنز الایمان

مولانا احمد رضا خان صاحب کی

تفسیر پر تقریباً پورے عالم عرب میں پابندی عائد کی گئی ہے۔ ایران میں غیر شیعہ لوگ نہ ہونے کے برابر ہیں اور نہ ہی اردو دان بھارتی اور پاکستانی باشندے اتنی زیادہ تعداد میں وہاں موجود ہیں جن کے پاس متذکرہ تفسیر موجود ہوتی یا وہ درآمد کر رہے ہوتے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا وغیرہ میں مسلمانوں کی اکثریت شافعی، مالکی یا حنبلی ہے۔ ویسے بھی اہل ہند اور اہل پاکستان روزی کمانے کے لئے انڈونیشیا و ملائیشیا کا رخ نہیں کرتے۔ پاکستان اور بھارت کے زیادہ افراد کویت، قطر، دوبئی اور سعودی عرب میں ہیں وہاں کی حکومتیں دینی امور کی نگرانی کو ثانوی درجہ نہیں دیتیں۔ بہرحال وہاں اوقاف کی وزارتیں دینی امور کے ماہر افراد پر مشتمل ہیں انہوں نے کنز الایمان کے بعض حصوں کو جنہیں بریلوی حضرات اس کی امتیازی خوبی بتاتے ہیں اپنے عقائد توحید و رسالت کے منافی پاکر پابندی لگا دی۔ یہاں اصل مسئلہ یہ ہے کہ کیا کسی فرقے کو جو برسر اقتدار ہو اپنے عقائد کے منافی کتب یا جرائد پر پابندی لگانے کا حق حاصل ہے یا نہیں؟ عرب ممالک کو اس حق سے محروم کرکے رواداری کا درس صرف وہ فرقہ دے سکتا ہے جس نے خود کبھی رواداری کا مظاہرہ کیا ہو۔

جب تک فرقہ واریت کی تنگ نائے سے باہر نہیں نکلتے اتحادِ ملت کا کوئی خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا!!

کنز الایمان پر پابندی لگنے کے بعد بریلوی حضرات نے بیان بازی کا لامتناعی سلسلہ شروع کر دیا اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ عرب ممالک پر دباؤ ڈالے کہ وہ اس فیصلے کو واپس لیں۔ سیاست کی ابجد جاننے والے افراد بھی اس امر سے آگاہ ہیں کہ سیاسی دباؤ ڈال کر آزاد ملکوں کو ان کے قومی فیصلے تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ خصوصاً اس صورت میں یہ مطالبہ مضحکہ خیز بھی بن جاتا ہے کہ کنز الایمان اہل پاکستان کی متفق علیہ تفسیر نہیں تھی۔ پاکستان کی آبادی اگر صرف بریلویوں پر مشتمل ہوتی تو بات دوسری تھی یہاں شیعہ موجود ہیں، دیوبندی، اہل حدیث، تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی سے وابستہ افراد بھی ہیں جو اپنی الگ الگ تفسیریں رکھتے ہیں۔

مولانا عبدالستار خان نیازی نے بیرونی ممالک میں اپنے فرقے کو پیش آمدہ حالات کی ذمہ داری اپنے مخالف مسلک والے پاکستانیوں پر عائد کی ہے اور انہیں پیٹرو ڈالر ہضم کرنے اور "جاسوسی" کرنے کا طعنہ بھی دیا گیا ہے۔ مولانا سے بصد ادب گزارش ہے کہ کیا عرب ممالک میں مقیم ان کے ہم مسلک لوگوں کے عقائد خفیہ نوعیت کے ہیں کہ حکومت کو ان سے آگاہ کرنے کے لئے جاسوسی کی ضرورت پڑتی ہو؟ انہیں سیدھی اور صاف بات کہنی چاہیئے کہ ہمارے عقائد کا حکومت کو پتہ چل گیا تو ہمارے ساتھ فلاں نوعیت کا سلوک ہوگا۔ جہاں تک پٹرو ڈالر کا تعلق ہے وہ عرب ممالک میں مقیم بریلوی بھی کما رہے ہیں اور دیوبندی و اہل حدیث بھی! "ورلڈ بریلوی مشن" بھی ڈالروں اور پونڈوں کے بل بوتے پر چل رہا ہے۔ یاد رہے برطانیہ میں تیرہ مسجدوں پر تالے بھی پڑے ہوئے ہیں۔ کیوں؟

وہابیوں کی کتب پر پابندی کا کئی بار مطالبہ بریلویوں کی جانب سے اٹھایا گیا۔ انہیں گستاخ (نعوذ باللہ) قرار دیا گیا اب اگر کسی جگہ بریلوی برسر اقتدار آ گئے تو کیا وہ ان کی کتب پر پابندی نہیں لگا دیں گے؟ ڈاکٹر یوسف گورایہ نے پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی کتاب "تصوف" چھپوائی اس پر پابندی لگوانے کے لئے بریلویوں نے کون سا حربہ استعمال نہیں کیا حالانکہ مذکورہ کتاب کا مسودہ

(باقی ۲۵ پر)

اسلام کی نشاۃ ثانیہ سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی فکر کی روشنی میں

دورہ پاکستان کے چند خطبات کی تلخیص

تحریر: پروفیسر عبدالواجد، گورنمنٹ سائنس کالج لاہور

قسط نمبر ۲

مسلمانوں کے فاتح اسلام کے مفتوح

مثلاً تاتاری جنہوں نے بغداد کو تاراج کیا اور مسلمانوں کے فاتح تھے اسلام کے مفتوح بن گئے۔ اور جن کو مسلمانوں کی تلوار شکست نہ دے سکی ان کو مسلمانوں کی تہذیب ثقافت اور علم نے تسخیر کر لیا۔ تاتاریوں کے پاس کوئی علمی ذخیرہ، کوئی تہذیب اور کوئی مرتب قانون نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو مسلمان علماء اور دانشوروں کی ضرورت پڑی اور علماء کی ذہانت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ مسلمان چونکہ صاحب دماغ تھے ذہانت کے سرچشمے تھے اور آئین سازی کا تجربہ رکھتے تھے۔ اس طرح تاتاری من حیث القوم مسلمان ہو گئے اسلام قبول کر لیا۔

یہ دین جہالت سے نہیں بلکہ علم سے پیدا ہوتا ہے

عصر جدید میں عالم اسلام کے علماء جامعات کے اساتذہ اور پروفیسر صاحبان اور ہمارے قانون دان ہمارے ادیب و دانشور طبقہ کی ایک ذمہ داری تو یہ ہے کہ وہ ثابت کریں یہ دین جہالت کے بطن اور فوجی طاقت سے پیدا نہیں ہوا، معرفت سے پیدا ہوا ہے۔ اللہ کی رہنمائی سے پیدا ہوا ہے۔ یہ زمانے کا ساتھ دے سکتا ہے، یہ تمدن کی رہنمائی کر سکتا ہے۔ اس کی نگرانی کر سکتا ہے کہ یہ تمدن بے راہ نہ ہونے پائے۔ تخریبی راستہ اختیار نہ کرنے پائے، یہ تاثیر علماء دین اور اعلیٰ تعلیمیافتہ طبقہ ہی دے سکتا ہے۔

عیسائیت نے علم کا ساتھ نہ دیا۔ حاکمانہ گروہ نے مسیحیت کو بس عقیدہ کے طور تسلیم کیا۔ آئین سازی کو کھلی چھٹی دے دی۔ دوسرا طبقہ علماء کا تھا انہوں نے کہا ترقی ضروری نہیں بلکہ ترقی زندگی سے فرار میں ہے۔ کلیساؤں میں جاتے ہیں، جنگلوں میں چھپ جاتے ہیں، شادی نہ کرنے میں اور اسی میں روحانیت کا بچاؤ ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں طبقوں نے عیسائیت کو نقصان پہنچایا انہوں نے مسیحیت کو بدنام کیا۔ سینٹ پال کے زمانہ سے یہ سلسلہ شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔ یورپ اسی راستہ پر گامزن ہے کلیسا اور ریاست میں ہمیشہ کے لئے جدائی ہو گئی اور عیسائیت سمٹتے سمٹتے ایک نقطہ ہو گئی۔

اسلام اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے

یہ غلطی عالم اسلام میں الحمدللہ نہیں ہونے پائی کہ جس کی پہلی وحی "اقرأ" کے لفظ سے شروع ہو اور جس کی پہلی وحی میں قلم کو فراموش نہ کیا گیا ہو وہ علم اور قلم کا ساتھ کیسے چھوڑ سکتا ہے۔

اسلام زمانہ کا رفیق نہیں بلکہ راہ نما ہے

اس وقت عالم اسلام میں اہل علم کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ یہ تاثر نوجوان طبقہ میں نہ آنے پائے کہ اسلام محض طاقت اور حکومت کے بل پر قائم رہ سکتا ہے۔ لیکن اس پرپیچ ترقی یافتہ اور وسیع تمدن کے دور میں اسلام زندگی کا ساتھ نہیں دے

سکتا۔ سب سے بڑی ذمہ داری اہل علم کی یہ ہے کہ وہ اپنی ذہانت سے، گہرے مطالعے سے، اصول فقہ سے کام لینے کی صلاحیت سے، کتاب و سنت کے ان ازلی اور لافانی اصولوں کی مدد سے جو ہر زمانہ میں نسل انسانی کی رہنمائی کر سکتے ہیں اس تمدن کو اسلام کے اصولوں کے مطابق رکھنے کی کوشش کریں۔ اس میں اگر کسی اسلامی ملک میں ذرا بھی کچھ کمی ہو گئی اس کا نتیجہ جو کم سے کم ہو سکتا ہے وہ بے عملی اور شریعت کے خلاف زندگی ہے اور بڑے سے بڑا نقصان جو ہو سکتا ہے وہ الحاد اور دین سے بغاوت ہے۔ سب سے بڑا کام اس وقت یہ ہے کہ ذہانت سے بتائیں اسلام اپنی اسی روح اور مقاصد کے ساتھ اپنے انہیں اصولوں کے ساتھ زندگی کا نہ صرف ساتھ دے سکتا ہے بلکہ رہنمائی کر سکتا ہے۔

اسلام کو ہر مفاد پر ترجیح دیجئے

علماء و دانشوروں کا دوسرا فریضہ یہ ہے کہ اسلام کے مفاد کو ہر جماعت، ہر ادارہ اور ہر گروہ کے مفاد پر ترجیح دیں۔ ہمیں دین و ملت کا مفاد ہر جماعت سے عزیز ہونا چاہئے۔ دیکھئے جب کسی کا عزیز جاں بلب ہوتا ہے تو اس کے عزیزوں میں کسی کو یہ خیال نہیں ہوتا کہ تعریف کس کی ہو، سب کی تمنا ہوتی ہے کہ ہمارا مریض بچ جائے حکیم کے سر سہرا بندھے یا ڈاکٹر کے، تو اس وقت عالم اسلام بیمار ہے آپ کا ملک بیمار ہے آپ اس وقت بھول جائیے کہ کس کے حساب میں لکھا جائے گا کہ زیادہ کس کے ہاتھوں ہوا۔ تاتاریوں کے بارے آج تک یہ ثابت نہیں ہو سکا کہ ان کو مسلمان کرنے میں سب سے بڑا حصہ کس کا تھا۔ اس لئے کہ ان مخلصین نے جنہوں نے یہ خدمت انجام دی تھی اپنے کو اتنا چھپایا کہ تاریخ کی باریک بین نگاہ بھی ان کو نہیں دیکھ سکی۔

اس وقت جو لڑائی لڑی جا رہی ہے، اس ملک کو اسلامی آئین دینے کی اسلامی معاشرت و تمدن میں ڈھالنے کی اور خرابیوں کو دور کرنے کی جو مغربی تمدن نے اور ہمارے سیاستدانوں نے داخل کر دی ہیں۔ اس لڑائی میں فوج کے ادنیٰ سپاہی بن جائیں، خالص اللہ کی رضا کے لئے کام کیجئے۔ اللہ کے یہاں آپ کا نام اس نورانی دفتر میں لکھا جائے گا۔ اس وقت لڑائی کسی مکتب خیال کی نہیں ہے اس وقت لڑائی اسلام اور غیر اسلام کی ہے، اس طرح سمجھئے ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے اس میں جو بھی شریک ہو جائے اسے اجر ملے گا۔

ایثار و قربانی

تیسری بات یہ ہے کہ ہم جتنا بھی ہو سکے ایثار سے کام لیں اور باہمی نزاع سے پرہیز کریں۔ آپ عمل سے عوام پر اور خواص پر جو حکومت میں ہیں یہ تاثر دیں کہ آپ کی سطح بلند ہے عوام کی سطح سے۔ آپ کی زندگی میں سادگی نظر آئے وہ دیکھیں کہ آپ تھوڑی چیز پر قناعت کر رہے ہیں بلکہ میں صاف کہوں گا کہ کوئی بوریا نشین ہو تو زیادہ کام کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ طبقہ اسی کے سامنے جھکتا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی بے تکلف بوریا نشین بنے، میں اس کی تعلیم نہیں دیتا لیکن یہ واقعہ ہے کہ یہ طبقہ اسی کے سامنے جھکتا ہے۔ حضرت مجددؒ کے سامنے وقت کے بادشاہ کیوں جھکے؟ اس لئے کہ یہ اللہ کا بندہ نہ کسی کی سفارش کرتا ہے اور نہ کبھی دربار میں آتا ہے بیٹھا اللہ اللہ کرتا ہے۔ بیٹھے بیٹھے مشورہ دیتا ہے۔

سب باتوں کا ماحصل یہی ہے کہ اس وقت بڑا امتحان ہے ہمارا، پھر عالم اسلام کا امتحان، ہمیں اپنی صلاحیت کا ثبوت دینا چاہئے کہیں ہماری صلاحیت کی کمی سے اسلام کو نقصان نہ پہنچ جائے کوئی یہ نہ کہے اور لکھے کہ علماء کی عدم صلاحیت سے یہ ہوا۔ میں یہ باتیں بہت معذرت کے ساتھ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

یہ دُنیا ایک مقدس وقف ہے

خالق کائنات نے اس زمین کو پیدا کیا اور اس پر انسان کو بسایا اور فرمایا کہ تم اصالۃً اس کے مالک نہیں ہو بلکہ ہمارے خلیفہ کی حیثیت سے ہماری منشا کے مطابق اس کا انتظام کرنے کے مکلف و ذمہ دار ہو۔ خدا نے یہ کرہ ارض یہ سیارہ ایک وقف کی حیثیت سے پیدا کیا تھا اور

انبیاء علیہم السلام کو، ان کی امتوں کو، اور ان کے جانشینوں کو اس کا متولی بنایا تھا۔ اس کے بعد آخری طور پر سید الانبیاء خاتم النبیین اشرف المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کی امت کو آخری طور پر اس کا متولی بنایا گیا۔

لیکن آج جو طاغوتی طاقتیں نام نہاد متولی بنی ہوئی ہے وہ نہیں جانتیں کہ انسانیت کی فلاح کیسے کریں۔ انسانیت کے دکھ درد کو کیسے دور کریں، انسان کو انسان سے کیسے ملائیں، انسان کے دل سے عداوت و کینے کا مادہ کیسے نکالیں اور محبت و اعتماد پیدا کریں۔ بلکہ ان کے پاس یہ مقاصد ہی نہیں ان کا مقصد تو انسانیت کی تذلیل اور استحصال ہے۔

مسیحیت اور یہودیت رہنمائی سے قاصر ہیں

یہ نیک مقاصد کہ انسانیت کو امن سلامتی و انصاف کا گہوارہ بنایا جائے صرف انبیاء علیہم السلام کے ذریعے حاصل ہو سکتے تھے۔ اور سوائے اسلام کے ہر مذہب کا دامن ان سے خالی ہو چکا ہے۔

مسیحیت آج اپنی حلقہ بگوش قوموں کی رہنمائی سے بالکل قاصر ہے۔ ان کی بے اعتدالیوں پر کوئی قدغن لگانے سے عاجز ہے۔ اس لئے کہ موجودہ مسیحیت وہ مسیحیت نہیں ہے جو سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ذریعہ پہنچی، یہ سینٹ پال کی مسیحیت ہے جو یورپ میں آکر مسخ ہو گئی۔ یہودیت کا جہاں تک معاملہ ہے وہ اس سے پہلے بگڑ چکی تھی وہ چند رسوم کا نام ہے نسل پرستی کا نام ہے۔ وہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد کے گرد گھومتی ہے۔ اس کو دنیا کی کسی نوع، خاندان، کنبے سے کوئی دلچسپی نہیں، بلکہ وہ اس پوری نسل انسانی کی تخریب ان کے اخلاق کو بگاڑنے کا منصوبہ رکھتی ہے وہ صاف کہتے ہیں کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم دنیا کی تمام قوموں میں بد اخلاقی [illegible] پھیلائیں، ان کی تمام اقدار کو، ان کی تمام بنیادوں کو متزلزل کر دیں۔ ان میں اخلاقی انتشار، انارکی پیدا کریں، ان کو دماغی اعتبار سے روحانی اعتبار سے، اخلاقی حیثیت سے دیوالیہ بنا دیں تا کہ وہ ہمارے ہاتھوں شطرنج کے مہرے کی طرح کام کریں۔ ہم ساری دنیا کو اس طرح ذلیل کر دیں اور قوموں کو اتنا کمزور کر دیں کہ وہ ہمارے قدموں میں آکر گر جائیں، یہ یہودیت ہے۔

اب اسلام رہ جاتا ہے جو انسانیت کی زندگی میں رہنمائی کرے۔

یہ دنیا شکار گاہ بنی ہوئی ہے۔ شکاری نکلتے ہیں ہتھیار لے کر اور قوموں کا شکار کھیلتے چلے جاتے ہیں۔ قوموں کو پامال کرتے چلے جاتے ہیں۔ آج جو بڑی طاقتیں ہیں ان کے نزدیک مشرقی اقوام کی مسلم ممالک کی قیمت اتنی ہے کہ وہاں سے کچا مال (RAW MATERIAL) ان کو ملے پٹرول ان کو پہنچتا رہے اور اگر کوئی جنگ ہو تو یہ ان کے ذریعے سے اپنے دشمن کا مقابلہ کر سکیں ان کو اپنا سپاہی بنا سکیں یہ گویا ایندھن ہیں ان کے باورچی خانہ کا۔

سارا انحصار اسلام اور مُسلمانوں پر ہے

اس وقت سارا انحصار آپ پر ہے اور آپ حضرات کی بہت بڑی ذمہ داری ہے ملک کی فکر کریں اس وقت مسلم معاشرہ ہر ملک میں ایسی حالت میں پہنچ گیا ہے کہ اس کی جلد خبر لینے کی ضرورت ہے۔ جب عالم اسلام کی حالت قرآن و سنت کے مطابق صحت مند ہو گی عالم انسانیت پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوں گے اور انسانیت کو بھی امن سلامتی اور انصاف ملے گا۔ جو کہ آج کل طاغوتی طاقتوں کے مظالم کا شکار اور بنیادی حقوق اور آزادی سے بھی محروم ہے۔ تو اس وقت علماء کرام، ائمہ مساجد، خطباء اور اہل علم کی بڑی ذمہ داری ہے ان کا براہ راست عوام سے تعلق ہے اور اختلافی مسائل کو اٹھانے کی بجائے اصلاح معاشرہ پر اپنی توجہ مرکوز کر دیں تو ملک کو بھی بچائیں گے اور عالم اسلام کی بھی بڑی خدمت کریں گے اور اس سے عالم انسانیت کو بھی اسلام کی برکات کا فائدہ امن سلامتی اور انصاف کی صورت میں ملے گا۔

یونیورسٹیوں اور تعلیمی اداروں میں

علی میاں صاحب کا پیغام

عالم اسلام میں اعلیٰ تعلیم کا مقصد ومنہاج

علم ایک صداقت ہے

حضرات میں علم میں تقسیم کا قائل نہیں ہوں اور میرا عقیدہ ہے علم ایک اکائی ہے جو بٹ نہیں سکتی۔ اس کو قدیم وجدید مشرقی ومغربی، نظری اور عملی میں تقسیم کرنا صحیح نہیں۔

ع حدیث کم نظراں قصہ قدیم وجدید

میں علم کی دینی اور دنیوی تقسیم کا بھی قائل نہیں ہوں میں علم کو ایک صداقت مانتا ہوں، میں علم کو ایک وحدت مانتا ہوں علم کی وہ وحدت سچائی۔ سچ کی تلاش ہے۔ میں جناب وائس چانسلر صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے آج چمن اسلام کے ان شگوفوں کو خطاب کرنے کے لئے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا ہے جس کا صحیح یا غلط طریقہ پر، حقیقتاً یا شہرت کی بنا پر، تعلق قدیم طرز تعلیم سے ہے۔ میں ان کی وسیع النظری اور اس جامعہ کی فراخدامانی کا معترف ہوں کہ اس نے ان میں کوئی تفریق نہیں کی۔ بہر حال یہ ایک جرأت مندانہ قدم ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کی تقلید کی جائے، ہماری قدیم درسگاہوں میں جدید ماہرین کو دعوت دی جائے اور ہماری ان جامعات میں ان لوگوں کو یاد کیا جائے جنہوں نے خلوص کے ساتھ دین پڑھا ہے۔

تعلیم کا اصلی مقصد

میں نے تعلیم کی غرض وغایت اور اس کے فائدے ونتیجہ کے بارے میں بہت کچھ پڑھا ہے لیکن میں یہاں صرف ایک حوالہ دوں گا۔

ایک ماہر تعلیم نے تعلیم کی بڑی جامع تعریف کی ہے۔

"تعلیم اس کوشش کا نام ہے جو بچوں کے والدین اور سرپرست اس نظریۂ حیات پر (جس پر وہ عقیدہ رکھتے ہیں) اپنی نئی نسل کو تیار کرنے کے لئے کرتے ہیں۔"

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

میں سمجھتا ہوں یہ تعریف بہت جامع ہے۔ لیکن جب ایسی ملت کا معاملہ ہو کہ وہ عقائد اور وہ اقدار اس کے اپنے بنائے ہوئے اور پیدا کئے نہ ہوں بلکہ ان کا سرچشمہ وحی الٰہی ہو ان کا سرچشمہ کلام الٰہی ہو، ان کا سرچشمہ نبوت ہو، ان کا سرچشمہ وہ علم غیب ہو اور وہ علم ازلی ہو جس میں کوئی تغیر نہیں ہوتا، تب ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔

میں اسلام کو ایک پیغام حیات سمجھتا ہوں میں اسلام کو زمانہ کے ساتھ چلنے والا نہیں بلکہ زمانہ سے آگے چلنے والا، زمانہ کا رہبر، زمانہ کا رفیق اور شریک کارواں ہی نہیں بلکہ اس کا محتسب اور اتالیق (GAURDIAN) سمجھتا ہوں۔ اس لئے جب غیر ارادی طور پر یا اتفاقاً یا کسی سازش کے ماتحت کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ یہ نتیجہ پیدا کرے کہ اس کی نسل ان تمام اقدار کے بارے میں، ان تمام عقاید وخیالات کے بارے میں شک میں مبتلا ہو جائے اس کا یقین اس سے اٹھ جائے تو میں سمجھتا ہوں وہ تعلیم صرف انتشار کا باعث ہے۔

اسلامی ملک کا معاملہ زیادہ اہم ہے

میں آپ کے سامنے خطاب کر رہا ہوں تو میرے سامنے تمام اسلامی ممالک ہیں، میرے سامنے ترکی ہے، میرے سامنے مصر، عراق وشام ہیں، میرے سامنے سعودی عرب بھی ہے۔ اسلامی ملک میں مسلمان آبادی ہے۔ جو اپنی ایک شخصیت رکھتی ہے۔ اس کے پاس ایک پیغام ہے۔ اس کو دنیا میں ایک فرض ادا کرنا ہے اگر تعلیم وہاں اس نسل میں انتشار پیدا کرتی ہے وہ نسل جدید دانشگاہ سے پڑھ کر نکلتی ہے تو وہ اپنے عقاید اور نظریہ حیات سے بیگانہ بن جاتی ہے تو یہ کوئی خدمت (SERVIME) نہیں بلکہ بدخدمتی (Dis[illegible]) ہے۔

ایک جامعہ جو کسی اسلامی ملک میں قائم ہو اس کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ ان اقدار اور عقاید وخیالات پر، اس تہذیب پر، اس پیغام پر یقین پیدا کرے جس کی وہ قوم حامل ہے۔ اور وہ یقین محض عامیانہ یقین نہ ہو ایک ایسے لے مین (Layman) کا یقین نہ ہو، ایک راستہ چلنے والے آدمی (Man [illegible]) کا یقین نہ ہو بلکہ ایک پڑھے لکھے انسان کا، ایک اسکالر کا یقین ہو جس کا دل جتنا مطمئن ہو، اسی درجہ اس کا دماغ بھی مطمئن ہو یہ نہیں کہ ع

"قلب او مومن دماغش کافر است"

جیسے سینٹ پال کی مسیحیت

کے اہل کلیسا نے علم کو اپنا مدمقابل سمجھ لیا لیکن علم تو انسان کی فطرت کا ایک تقاضہ تھا انسان کے اندر کا ایک جذبہ تھا خدا کی نعمت تھی دنیا کو علم کی ضرورت تھی علم تو خدا نے پھلنے اور بڑھنے کے لئے پیدا فرمایا تھا، مٹنے اور مرجھانے کے لئے پیدا نہیں کیا تھا، صداقتیں مٹ نہیں سکتیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کلیسا کو علوم کے مقابلے میں اور لوگوں کے طلب علم کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔

علم کی قسمت قلم سے وابستہ

مسیحیت کے برعکس جس نے سب سے پہلے اپنے دین کا اور اپنی اپنی دعوت کا اور اپنے علم کا اعلان اس طرح کیا کہ:

اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم (سورہ علق)

(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جن کا اس کو علم نہ تھا۔

پہلی بار مذاہب کی تاریخ میں اس نبی امیؐ پر ایک امی قوم کے درمیان جو وحی نازل ہو رہی ہے اس کی ابتدا ہوتی ہے اقرأ سے۔ اس لئے کہ جو امت نبی امیؐ کو دی جانے والی ہے وہ صرف علم کی سچی طالب نہ ہوگی وہ علم کی اس دنیا میں اشاعت کرنے والی ہوگی اور دوسرے یہ کہ علم کا رشتہ رب سے ٹوٹ گیا تھا۔ علم کو یہ عزت بخشی گئی تو اس کے ساتھ یہ بھی متنبہ کیا گیا کہ اس علم کی ابتدا اسم رب سے ہونی چاہیئے۔ اس لئے کہ یہ اس کا پیدا کیا ہوا ہے۔ اور اسی کی رہنمائی میں یہ متوازن ترقی کر سکتا ہے۔

اس دین کا مزاج بنا دیا گیا کہ یہ دین کبھی علم سے الگ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ سب سے پہلے جو پیغام دیا گیا اس میں خود کہا گیا کہ "پڑھو" تو مسلمان بے پڑھے کیسے رہ سکتے ہیں۔ وہ مسلمان حقیقی مسلمان نہیں جو علم سے اپنا رشتہ توڑے وہ اسلام کا صحیح نمائندہ ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

اس کے برعکس مسیحیت کے اہل کلیسا اپنی خیریت اسی میں سمجھتے کہ مسیحی کا شعور بیدار نہ ہونے پائے اور علوم ترقی نہ کریں اس وہ علم کی راہ روک کر کھڑا ہو گیا۔

سب کا خلاصہ، علم الانسان مالم یعلم

اسلام نے بہت بڑی انقلاب انگیز اور لافانی حقیقت بیان کی کہ علم کی کوئی انتہا نہیں، انسان لحد سے قبر تک علم سیکھتا ہے۔ پھر بھی طالب علم ہی رہتا ہے علم الانسان مالم یعلم سائنس کیا ہے؟ علم الانسا مالم یعلم، ٹیکنالوجی کیا ہے؟ علم الانسان مالم یعلم، انسان چاند پر جا رہا ہے یہ کیوں؟ علم الانسان مالم یعلم (انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہیں تھا)

سیرت سازی

اسلامی ممالک کے جامعات کا دوسرا کام سیرت سازی ہے وہ ایسے صاحب علم افراد پیدا کرے جو اپنے ضمیر کا سودا نہ کر سکیں۔ جن کو دنیا کی کوئی طاقت کوئی تخریبی فلسفہ، کوئی حکومت ان کو کسی دام خرید نہ سکے اور جو یہ کہہ سکیں کہ ؎

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

تیسرے یہ کہ فارغ التحصیل نوجوان اپنی زندگیاں وقف کر دیں جو قربانی کے لئے تیار ہوں۔ جن کو کسی کے

لئے بھوکے رہنے میں وہ لذت آئے جو پیٹ بھر کر کھانے میں آتی ہے۔ جو اپنی جوانی کی بہترین توانیاں اور ذہن کی بہترین صلاحیتیں ملت کی سربلندی، دین کی سربلندی میں صرف کرے۔ یقیناً ایک سائنسدان جو اللہ کی رضا کے لئے اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے اٹمی ٹیکنا لوجی میں یا الیکٹرانکس ٹیکنا لوجی میں کامل عبور حاصل کرتا ہے۔ ایٹم بم بناتا ہے میزائل بناتا ہے اس کا درجہ حاکم عادل، غازی مجاہد مبلغ اور شہید سے کم نہیں ہوگا۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے پوری انسانیت کے لئے سیاست میں حکومت میں معیشت میں معاملات میں عبادات میں جنگ و امن میں ہر معاملہ میں رہنما اصول رکھتا ہے۔ مسیحیت جو کہ شخص کی پرائیویٹ زندگی تک محدود ہے انسانیت کی رہنمائی سے قاصر ہے۔ مسیحیت کا کوئی مدون قانون نہیں ہے۔

آج ملت اسلامیہ پاکستان کو ایک ضرب کی ضرورت ہے اس لئے کہ قوموں کی کشتی اس کے بغیر ساحل تک نہیں پہنچ سکتی جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں وہ ایک معجزہ کے طالب ہیں یہ معجزہ اسلام کے ابدی پیغام میں مضمر ہے۔

ے بے معجزہ دنیا میں ابھرتی نہیں قومیں
جو ضرب کلیمی نہیں رکھتا وہ ہنر کیا؟

اس وقت پاکستان کو ضرب کلیمی کی ضرورت ہے بلکہ تمام عرب اور اسلامی ملکوں میں بھی زندگی کی نئی روح پیدا کرنے کی ذمہ داری پاکستان پر ہے۔ اسلام کے عقاید وحقائق پر ایک نیا یقین، ایک نیا ولولہ پیدا کرنے آپ کی ذمہ داری صرف آپ تک محدود نہیں، برصغیر کے مسلمان تعداد کے لحاظ سے تمام عالم اسلام پر فائق ہیں۔ آپ فکری طور پر عالم اسلام کی رہنمائی کے لئے آگے بڑھیں اور اسلام پر اعتماد پیدا کریں اور یہ ثابت کریں کہ سائنس و ٹیکنا لوجی کے دور میں اسلام چل سکتا ہے بلکہ اس دور کی رہنمائی کر سکتا ہے۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں خطبہ

اسلامی ممالک میں ذہنی کشمکش اور اس کے اسباب

میں نے تحریک خلافت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ میں ایک طرح سے اس کا معاصر و ہم عمر ہوں۔ اس زمانہ میں انگریز کا طوطی بولتا تھا۔ کسی کھاتے پیتے گھرانے کے لئے بڑے فخر کی بات یہ تھی کہ اس کے خاندان کا لڑکا ولایت چلا جائے۔ اس وقت مصر و شام سے کم ہندوستان سے زیادہ مغربی ممالک کی طرف نوجوانوں کا رخ تھا۔ غیر منقسم ہندوستان سے اس وقت جوہر قابل اور بہترین صلاحیتیں رکھنے والے نوجوان انگلستان گئے۔ وہاں کے اسلام سوز اور اخلاق سوز ماحول سے جو لوگ آزاد ہو کر نکلے بلکہ ایک طرح سے باغی ہو کر نکلے ان میں دو شخصیتوں کے نام لے سکتے ہیں۔ علامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہر۔ مغربی تہذیب کا فکری طور پر اقبال سے بڑھ کر باغی اور مغربی سیاست اور تمدن کا محمد علی سے بڑھ کر باغی مشرق کے اسلامی میں نہیں ملتا۔

آپ کے سامنے ایک مسئلہ رکھنا چاہتا ہوں جس پر ہماری جامعات اور تعلیمی پالیسی بنانے والوں کو غور کرنا چاہیئے۔ ابھی دو سال کا واقعہ ہے کہ میں بیروت گیا میرے ایک دوست نے سوال کیا مولانا ممالک اسلامیہ میں جو ذہنی کشمکش اور بے چینی پائی جاتی ہے وہ غیر اسلامی ممالک میں کیوں نہیں۔ یہاں ایک صف آرائی قیادتوں اور عوام میں برپا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں ان کے سوال کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا بعد میں میرے ذہن میں ایک جواب آیا جو پیش کرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ جو فلسفہ تعلیم ان غیر اسلامی ممالک میں آیا وہاں کے اقدار اور بنیادی عقاید سے متصادم نہیں تھا۔ مثلاً میں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ جب جواہر لال صاحب سے پوچھا گیا کہ ہندو کی تعریف کیا ہے؟ تو انہوں نے بہت سوچنے کے بعد کہا کہ جو اپنے کو ہندو کہے وہ ہندو ہے۔ اسی طرح محکمہ تعلیم میں ہمارے ایک دوست نے اپنے ہندو پروفیسر ساتھی

سے کہا کہ پروفیسر صاحب ہم سے اگر پوچھا جائے کہ دو لفظوں میں اسلام کا خلاصہ بیان کر دو تو ہم کہیں گے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان رکھنا ہے۔ آپ سے اگر کہا جائے دو لفظوں میں ہندوئیت کی تعریف کر دیجئے تو آپ کیا کہیں گے۔ تھوڑی دیر سوچتے رہے، کہنے لگے، مسٹر قدوائی جو کسی چیز پر Believe نہیں کرتا وہ بھی ہندو ہے اور جو ہر چیز میں Believe کرتا ہے وہ بھی ہندو ہے۔ تو ان کا نظام عقاید اگر ہے تو اتنا روا دار ہے کہ ہر فلسفہ کا ساتھ دے سکتا ہے اس کا کوئی ٹکراؤ نہیں لیکن مسئلہ پیش آیا ہمارے مسلم معاشرہ کو، وہاں توحید کا ایک مفہوم ہے کہ یہاں تک ایمان ہے اس کے بعد کفر کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ ایک وقت میں آدمی کئی مذاہب کا وفادار نہیں ہو سکتا۔

اسلام ایک تمدن بھی رکھتا ہے خالی عقاید کا نام نہیں جب تہذیب آئی تو اس کا ٹکراؤ اس سے لازمی تھا۔ ٹکراؤ ہوا اور خوب ہوا۔ پھر اس کے بعد ایک دوسرا سانحہ پیش آیا کہ اس ملک کے کھاتے پیتے گھرانے کے نوجوانوں نے مغربی تعلیم حاصل کی اور عوام اپنی اسی حالت پر رہے اور اپنے ورثے کو سینے سے لگائے رہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تعلیم یافتہ طبقہ عوام کے احساسات وجذبات سے اتنا بے گانہ بن گیا جیسے ایک نئی قوم پیدا ہوتی ہے۔ یعنی دو نئی قومیں پیدا ہو گئیں اور دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ جدید تعلیمیافتہ طبقہ نے محسوس کیا کہ اگر وہ زندگی چاہتا ہے قیادت باقی رکھنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ عوام کے اس دینی جذبہ کو اتنا فنا کر دے یا اتنا کمزور کر دے کہ وہ اس کے راستے میں مزاحم نہ ہو۔ اب مستقل معرکہ پیش آیا۔ یہ کہانی سنا رہا ہوں آپ کو مصر کی، شام کی، عراق کی، ترکی کی، میں نہیں کہتا کہ یہ ہر ملک کی کہانی ہے اور خدا کرے اس ملک میں یہ ڈرامہ کبھی اسٹیج نہ ہو۔

یہ مصنوعی کارزار پیدا کی ہے ان دو فلسفوں نے، ان دو متوازی نظام تعلیم نے، ہمارے مدارس میں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ تو قال اللہ وقال الرسول کی تعلیم ہے اور یہاں جو تعلیم دی جاتی ہے وہ اس نفی کی تعلیم ہے۔ جب انگریزی دور اقتدار (غیر منقسم) ہندوستان میں آیا اور انگریزوں کا نظام تعلیم آیا تو اکبر نے وہ شعر کہا جس سے بہتر شعر آج تک جدید نظام تعلیم اور اس دور رس نتائج کے متعلق آج تک کسی نے نہیں کہا ہے ؎

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

انہوں نے اس حقیقت کو بیان کیا کہ فرعون نے اپنی کند ذہنی سے اپنے خلاف پروپیگنڈا کرایا اور اپنے مشکلات پیدا کیں کہ آج تک آسمانی صحائف میں وہ علامت ہے جبر و استبداد کی وہ نظام تعلیم بدل دیتا تو بجائے بدنامی کے نیک نامی ہوتی۔ علم کا مربی مانا جاتا اور کئی یونیورسٹیاں اور اکیڈیمیاں اس کے نام سے قائم ہوتیں۔

اسی طرح ایک اور شاعر نے کہا ہے کہ

؎ اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین محمدؐ کے خلاف

ہر ایسے ملک کو جس کو اسلام کی خدمت کرنی ہے اور جس کو اسلام کا جھنڈا بلند کرنا ہے اپنے ملک کو اس ذہنی کشمکش سے بچانا چاہیئے یہ تضاد ہماری سوسائٹی سے، ہمارے نظام تعلیم سے ختم ہونا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس ذہنی کشمکش کے شروع ہو جانے کے بعد پھر وہ ساری ذہانتیں اور قوت عمل وہ سب کی سب اس میں لگ جاتی ہیں۔ ملک کی تعمیر اور ملک کو مستحکم کرنے میں، سالمیت کی حفاظت میں جو توانائیاں صرف ہونی چاہئیں اس کشمکش میں صرف ہوتی ہیں۔

زرخیز زمین مردم خیز خطہ

ایشیا کی سب سے بڑی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں مقام

یہاں آکر خوشی ہوئی کہ اس ملک میں ایک ترقی یافتہ زرعی یونیورسٹی ہے اور یہاں بیرونی ممالک خاص طور سے

عرب ممالک کے نوجوان اپنے ملک سے پڑھنے اور تحقیقات کرنے کے لئے آتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ نوجوان اپنی بہترین صلاحیتیں اپنے ممالک کے مفاد میں صرف کریں گے، بجائے اس کے کہ وہ اونچی تنخواہوں کی خواہش میں امریکہ یا یورپ چلے جائیں۔ میں پورے امریکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں کہ ہمارے بہترین نوجوان اپنے ملکوں کو بہت کچھ دے سکتے تھے اپنی زمین سے خزانے اگل سکتے تھے وہ وہاں کام کر رہے ہیں افسوس ہے ہماری دولت اغیار کے کام آرہی ہے۔ میں اس ملک کے نوجوانوں اور عرب ممالک کے نوجوانوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی ذہانتیں، اپنی صلاحیتیں، اپنی تحقیقات کا اصل مستحق اپنے ملکوں کو سمجھیں۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور حب الوطنی اور غیرت اسلامی کے خلاف ہے کہ ہم اپنی صلاحیتوں سے ان ملکوں کو فائدہ پہنچائیں جنہوں نے تمام اسلامی ممالک کو غلام بنا رکھا ہے۔ آج ہم بالواسطہ یا بلاواسطہ سیاسی طور پر، علمی طور پر اور فنی طور پر سب امریکہ اور روس کے دست نگر ہیں اگر ہمارے نوجوان اپنی صلاحیتیں اپنے ممالک پر صرف کریں۔ تو بہت کچھ دے سکتے ہیں اور اس راستہ سے اپنے خالق سے بھی بہت کچھ لے سکتے ہیں۔

!!!!!

نظریات، فلسفوں اور علمی تحقیقات ومسلمات کا غلبہ جاری ہے

مجھے امید ہے نوجوان ان ملکوں کا مقابلہ کریں گے جو علمی تحقیقات کے نام پر اسلام کے قلب و دماغ پر حملہ آور ہیں۔ وہ زمانہ گیا کہ کوئی ملک کسی ملک کو غلام بنائے لیکن علمی نظریات، علمی تحقیقات کے نام پر اسلام پر حملہ ہمیشہ جاری رہا ہے اور جاری رہے گا۔ ایک زمانہ میں فلسفہ یونان کا حملہ تھا اس زمانہ میں اسلام نے غزالی، باقلانی، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور امام رازی پیدا کیے۔ اس کے بعد جب مغربی استعمار نے تاریخ کی راہ سے مسلمانوں پر حملے شروع کئے مثلاً یہ کہ کتب خانہ اسکندریہ مسلمانوں نے جلایا ہے۔ برصغیر میں مولانا شبلی نعمانیؒ پہلے مورخ تھے جنہوں نے اس مسئلہ پر قلم اٹھایا اور مستقل رسالہ لکھا اور ثابت کر دیا یہ محض افسانہ اور مسیحی تعصب و جہالت کا کرشمہ ہے جس طرح ریاضی کی حقیقت ہوتی ہے دو اور دو چار۔ اسی طرح انہوں نے تاریخی دلائل سے ثابت کر دیا کہ کتب خانہ اسکندریہ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت اور مسلمانوں کے داخلہ مصر سے پہلے جل چکا تھا۔ اور یہ متعصب عیسائیوں کا کارنامہ تھا۔

جب اسلام پر حملے سیاسیات کی راہ سے، اقتصادیات کی راہ سے شروع ہوئے تو اسی تختۂ براعظم کے مسلمان فضلائے کے قلم چلے اور انہوں نے ان نظریات کا علمی محاسبہ کیا۔ آپ کا فرض ہے علم نباتات کی راہ سے جو غلط نظریات آرہے ہیں آپ ان کا بطلان کریں۔ اور یہ بھی بتائیں کر دنیا کو کہ اس کتاب مبین اور نبی امیؐ کا بڑا معجزہ ہے کہ فن نباتات سے پہلے قرآن اس کی خبر دے چکا تھا کہ نباتات میں بھی نر و مادہ ہوتے ہیں۔

کاش یہ کام اسلامی ملکوں میں ہوتا

ڈارون کے نظریہ ارتقاء نے جس طرح سے لوگوں کے دماغ کو ماؤف کیا نہ صرف علمی دنیا میں ہلچل پیدا کی بلکہ مذہبی دنیا کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ ضرورت تھی کہ عالم اسلام میں اس کا محاسبہ کیا جاتا لیکن بہت سے لوگوں نے اس کے سامنے سپر ڈال دی تھی۔ اور کہنا شروع کر دیا تھا کہ قرآن کے بیان اور اس نظریہ میں کوئی منافات نہیں لوگوں نے دونوں میں تطبیق دینی شروع کر دی لیکن علمی طور پر اس نظریہ کی وہ حیثیت نہیں رہی جو ۱۹ ویں صدی یا ۲۰ ویں صدی کے اوائل میں تھی لیکن یہ کام یورپ میں ہوا کاش کہ یہ کام اسلامی ملکوں میں ہوتا مصر میں ہوتا عراق میں ہوتا، ہندوستان میں ہوتا مگر افسوس ہمارے ممالک اسلامیہ کے فضلاء کی کوشش کا میدان ادب تھا یا تاریخ، انہوں نے تطبیقی علوم یعنی سائنس کیمسٹری فزکس کی طرف کم توجہ دی۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

مسلم اقوام کے دل کی زرخیز زمین

آپ مسلم اقوام کے نونہال ہیں آپ زمین کی تحقیقات کرتے ہیں کہ اس میں کیا کیا صلاحیتیں ہیں۔ میں آپ کو ایک اور زمین کی طرف توجہ دلاتا ہوں وہ ہے ہمارے مسلم اقوام کے دل کی زمین جس میں کیسے کیسے خزانے دفن ہیں کیسی ایمانی طاقت کیسی قربانی کی طاقت کیسی محبت اپنے اندر رکھتی ہیں کیا اس کے لئے ایک یونیورسٹی کی ضرورت نہیں جو دلوں کی اس سرزمین کی پرورش کرے اس کی نشو و نما کرے۔ مسلم اقوام کی ان صلاحیتوں کے متعلق تحقیقات کرے اگر یہ کام ہو گیا تو دنیا میں انقلاب عظیم برپا ہو گا۔ میں اقبال ہی کے الفاظ میں شکوہ سنج نہ صرف ایران سے بلکہ اس تختۂ براعظم بلکہ عالم اسلام سے کہ

اور پھر اپنے دل کو تسلی دوں گا اور آپ کو خوشخبری سناؤں گا

نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

زرخیز زمین مردم خیز خطہ

ایشیا کے سارے ممالک جہاں سے طلبہ آئے ہیں زرخیز ہیں۔ عراق اور سوڈان جو دجلہ و فرات کی وادی اور نیل کا منبع ہے وہاں کی زمین کیسی زرخیز ہے لیکن مردم خیز بھی ہے۔ آپ نے یہ تو سمجھا کہ زرخیز ہے لیکن یہ نہیں سمجھا کہ مردم خیز بھی ہے۔ زرخیزی کا کام تو ہو رہا ہے لیکن افسوس کہ مردم خیزی کا کام ابھی شروع نہیں ہوا یہ عرب نوجوان ہیں ہو سکتا ہے ان میں کوئی وزیر زراعت ہو جائے یہ جمہوریت کا دور ہے اس لئے پورا امکان ہے کہ آج طالب علم ہیں کل اپنے یہاں آپ منسٹر ہوں لیڈر ہوں کسی سیاسی پارٹی کے سربراہ ہوں یا صدر جمہوریہ ہو جائیں تو میں آپ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ آپ زمینوں کی زرخیزی اور مردم خیزی دونوں کی طرف توجہ دیں اپنے ہم وطنوں کو بتائیں کہ اللہ نے مسلم اقوام کو جو باطنی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں یورپ و امریکہ کی قومیں ان سے محروم ہیں۔ مسلمان کے اندر جو سادگی وہ اخلاص ہے وہ ان کے اندر نہیں۔ مسلمان مسلمان سے کس خلوص سے ملتا ہے ایمان کی کتنی بڑی طاقت ہے اس طاقت کو نشو و نما دیں (اس سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ دنیائے انسانیت کو امن اور انصاف مہیا کر سکتے ہیں جو طاغوتی طاقتوں روس و امریکہ کے ظلم میں پس رہی ہے)

تحفظ مسلک اہلسنّت والجماعت اور علماء حق

تحریر: محمد عثمان الوری، کراچی

برِصغیر میں تقریباً تمام علاقوں میں حنفی مسلمانوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔ صرف ہندوستان میں صوبہ کیرالہ ملبار کے مسلمان جو تقریباً سب ہی شافعی مسلک رکھتے ہیں مگر احناف سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ ہند و پاک میں بزرگانِ دین حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت علی ہجویری لاہوریؒ خواجہ نظام الدینؒ دہلی اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے علاوہ خاندان شاہ ولی اللہ دہلویؒ بھی حنفیوں کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں ان حضرات کے ذریعے لاکھوں مسلمان اور عوام اور خواص اہلسنت والجماعت حنفی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی طرح ہندوستان کے مغل حکمران بھی حنفی فقہ پر عمل کرتے رہے اور سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ نے تو فقہ حنفی کے نفاذ اور حنفی مسائل پر مشتمل ایک عظیم کتاب فتوی عالمگیری مرتب کیا جو گیارہ جلدوں میں مرتب کیا گیا جس میں برصغیر کے ہر علاقے کے جیّد علماء اور فقہاء اور مشائخ کے جیّد اور معتمد حضرات نے حصہ لیا۔ اور بڑی محنت اور عرق ریزی سے اس کی تدوین میں شرکت فرمائی۔ اسی طرح ان حضرات کے علمی اور روحانی وارث علماء دیوبند نے پوری دنیا میں قرآن و سنّت کے علوم کے ساتھ فقہ حنفی کی فوقیت اور اہمیت اور ہمہ گیریت سے متعارف کرایا۔ قانونی سلسلے میں فوجداری اور دیوانی مقدمات اور معاملات میں اس کی افادیت ثابت کر کے فقہ حنفی پر احسان فرمایا۔ علماء دیوبند پکے حنفی اور مسلک اہلسنّت والجماعت کے پیروکار ہیں انہوں نے اعمال اور عقائد میں رسم پرست اور سماج اور رواج کے ذریعے جو عقائد اور اعمال لوگوں میں عرصے سے رائج ہوتے چلے گئے جن میں ہندو معاشرت اور رافضیت اور جاہل صوفیوں کی وجہ سے تصوّف کے نام پر جو حرکات ثواب اور عبادت کے نام سے جاری ہو چکی تھیں ان کا تزکیہ کیا اور قرآن و سنّت اور تصوّف کی صحیح صورت سے مسلمانوں کو متعارف کرایا اور جب لوگوں میں اصلاح کا کام شروع ہوا تو وہ لوگ جو ہمیشہ لوگوں کو غلط ذرائع سے لوٹ کر مال اور ایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں ان کے خلاف ہو گئے اور عوام میں دیوبندی اور وہابی کے نام سے لوگوں کو ان سے بدظن کرنا شروع کر دیا۔ مگر بہت جلد اہلسنت والجماعت کے مسلمانوں کو معلوم ہو گیا کہ دراصل ان کو اندھیرے میں رکھا گیا ہے۔ اور علماء دیوبند ہی صحیح سنّی حنفی ہیں ان کے مخالف قرآن و سنّت اور فقہ و تصوّف سے نابلد ہیں بلکہ عوام کو گمراہ کرنا اور رقم کمانا ہی ان کا مقصود اور مطلوب ہے علم اور عمل سے محروم بعض اعلیٰ حضرت قسم کے لوگوں نے حرمین شریفین کے علماء اور عوام کو دھوکہ دے کر ان کے خلاف فتوے بھی حاصل کر لئے مگر مولانا خلیل احمد مہاجر مکّی اور سیّد حسین احمد مدنی قدس سرہٗ نے حرمین شریفین کے علماء کو اصل حقائق سے مطلع کیا تو انہوں نے ایسے لوگوں کا تعاقب شروع کیا، محاسبہ جاری رکھا اب اس گروہ کے لوگ وہاں اپنے

آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں اور اپنے عقائد اور اعمال کا اظہار سوادِ اعظم اور جمہور مسلمانوں کسی سے نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ ان کی تمام چالوں کو جان گئے ہیں اور علماء حق نے ان کی لاعلمی اور نادانی اور تکفیر بازی سے بچانے کے لئے ان پر تمام غلط الزامات کی باد یا تردید تحریر و تقریر کے ذریعہ سے کر چکے ہیں اس کے بعد اسلامی اور اخلاقی طور پر ان کو تحقیر اور تکفیر کا سلسلہ بند کر دینا چاہتے تھا مگر بعض لوگوں کا پیشہ ہی علماء اہلسنت والجماعت کو بدنام کرنا اور تکفیر کرنا اختیار کیا ہوا ہے۔ علماء دیوبند کی ترجمانی مولانا خلیل احمد مدنیؒ اور مولانا قاری محمد طیّب صاحبؒ نے عقائد علماء دیوبند اور مسلک علماء دیوبند میں پوری وضاحت کر دی ہے۔ اس کے بعد کوئی بات ایسی نہیں۔ جس پر ان لوگوں کا وہی وطیرہ ہے یہ معاملہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ ہے کہ وہ ان کو اس جرم کی سزا دے۔ علماء دیوبند پکے سنّی حنفی اور چشتی، قادری، سہروردی نقشبندی ہیں۔ ان بزرگوں نے شریعت و طریقت، سیاست علم و حکمت کی جو خدمات انجام دی ہیں وہ تمام عالم پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ درحقیقت شرک و بدعت، رافضیت اور ناصبیت کے سدِّ باب کے لئے ماضی کے علماء کرام اور موجودہ دور کے علماء حق علماء اہلسنت والجماعت دارالعلوم دیوبند سے وابستہ حضرات کی عظیم خدمات کو تاریخ میں ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

بقیہ: مسلمانوں میں . . . .

معتدل مزاج بریلوی عالم نے خود دیکھا اور اس پر پسندیدگی کا اظہار کیا تھا اگر اس کتاب کے بارے میں بھی اتنی تنگ نظری کا مظاہرہ کیا جاتا ہے تو اہل حدیث حضرات کی تصانیف بریلوی اقتدار میں کیسے محفوظ رہیں گی۔

میں آخر میں مولانا نیازی اور ان کے ہم مسلک حضرات سے دردمندانہ درخواست کروں گا کہ وہ مخالفین کی کتب سے قابل اعتراض اقتباسات اخذ کرتے وقت انہیں سیاق و سباق سے علیحدہ نہ کیا کریں۔ ایسا کرنے کا سلسلہ چل نکلا تو ان کے اپنے اکابرین کی تحریریں تسنیم و کوثر کے پانی سے دُھلی ہوئی نہیں ہیں۔ ان پر بھی اس سے کہیں بڑے بڑے اعتراضات کئے جا سکتے ہیں۔ شرک کو قرآن مجید نے ظلم عظیم قرار دیا ہے۔ اس لئے جس تحریر میں شرک کا شائبہ بھی آ جائے وہ لائق ترک ہوتی ہے۔ سیاق و سباق کو الگ کیا جائے تو خدا کے کلام سے بھی "لاتقربوا الصلوٰۃ (نماز کے قریب مت جاؤ)" کا مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ عام مسلمانوں کا اب تک مولوی حضرات سے جو حسن ظن برقرار ہے اسے باقی رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ علمی مباحث کو علمی انداز میں طے کیا جائے انہیں نعرہ بازی کا موضوع بنانے کا رویّہ جتنی جلدی ہو سکے ترک کر دینا چاہئے۔

بقیہ: تعارف و تبصرہ

قیمت: درج نہیں

ناشر: مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن حسن ابدال ضلع اٹک

مولانا قاضی شمس الدین قریشی بھوئی گاڑ ضلع اٹک کے معروف علمی خانوادہ کے چشم و چراغ ہیں۔ اور علم و فضل کے ساتھ ساتھ دردِ دل کی دولت سے بھی بہرہ ور ہیں امت کی اصلاح اور اتحاد کا فکر ان پر غالب ہے اور تحریری و تقریری میدان میں اس کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہتے ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ میں انہوں نے اتحاد ملّت کے تقاضوں بالخصوص بریلوی، دیوبندی اختلافات کی حقیقت دونوں مکاتب فکر کے اکابر کے باہمی تعلقات، اتحاد و اتفاق کی ضرورت اور اس کے طریق کار پر بحث کی ہے۔ بے حد مفید اور معلوماتی رسالہ ہے۔ موضوع سے دل چسپی رکھنے والوں کو اس کا ضرور مطالعہ

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے —— مدیر

حقائق السنن شرح جامع السنن (جلد ۱)

افادات شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق مدظلہٗ
ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی
صفحات : ۵۳۶
کتابت و طباعت معیاری
قیمت مجلد : ۱۲۵/۰ روپے
ناشر : مؤتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق دامت برکاتہم کی ذات گرامی علمی حلقوں میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ آپ نے دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں طویل عرصہ تک جو علمی و دینی خدمات سرانجام دی ہیں وہ روز روشن کی طرح واضح ہیں ۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے علم و عمل اور فہم و دانش کی وافر دولت سے نوازا ہے اور آپ نے اس عطیۂ خداوندی کی اشاعت اور اسے عام لوگوں تک پھیلانے کے لئے جو مسلسل محنت کی ہے اس کے اثرات پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ایران، اور دیگر اسلامی ممالک میں واضح طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں۔

مسند تدریس، حلقۂ دعوت و تبلیغ کی مسند، پبلک اجتماع کا اسٹیج ہو یا اسمبلی کا ایوان آپ نے خداداد بصیرت سے جس موضوع پر کلام کیا ہے معلومات اور دلائل کا ذخیرہ پیش کیا ہے ۔ اور ایسے دلنشین انداز میں بات کی ہے کہ دلوں میں اترتی چلی گئی ہے ۔

لیکن حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی سب سے بڑی خصوصیت ان کا درس حدیث اور علم حدیث کے طلبہ کے سامنے علوم و معارف اور دلائل و نکات کو بلا تکلف پیش کرتے چلے جانا ہے ۔ عرصہ سے علمی حلقوں کی یہ خواہش تھی کہ ایک مسلّمہ اور ممتاز استاذِ حدیث کی حیثیت سے آپ کے افادات کسی طرح قلمبند ہو جائیں اور ہدیۂ تبریک و تشکّر کے مستحق ہیں ۔ مولانا سمیع الحق اور مولانا عبدالقیوم حقانی کہ ان کی مساعی اور توجہ سے حضرت موصوف کے ترمذی شریف کے اسباق و افادات کی ترتیب و اشاعت کا کام شروع ہو گیا ہے — جو حقائق السنن شرح جامع السنن کے نام سے منظر عام پر آیا ہے اور زیر نظر حصّہ اس کی پہلی جلد ہے جس میں باب ماجاء فی ابول یصیب الارض تک ایک سو گیارہ ابواب سے متعلقہ مسائل و احکام کی تشریح و تفہیم کے علاوہ حدیث کی حجیت و اہمیت اور ضروری معلومات پر مشتمل مقدمہ اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی مختصر سوانح شامل ہیں۔

مسائل کی تحقیق اور مختلف مسائل میں فقہی مذاہب کی توضیح اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالےٰ کی فقہ کے ترجیحی دلائل ۔ دلنشین اور مؤثر انداز میں مسائل کا بیان اور متنوع معلومات کا ذخیرہ اس کتاب کی خصوصیت ہے اور علمی و دینی حلقوں کے لئے بلا شبہ یہ ایک قیمتی اور مفید تحفہ ہے

اتحادِ امّت کا اہم تقاضا

مؤلفہ : مولانا قاضی شمس الدین احمد قریشی
صفحات ۷۲

(باقی ۲۵ پر)

اسلام و کفر کی حدِ فاصل حسینؓ ہے

اِسلام کا جگر ہے حسنؓ، دِل حسینؓ ہے
لاریب فاتحِ یمِ باطل حسینؓ ہے
جس داستانِ عشق کا آغاز ہے خلیلؑ
اس داستانِ عشق کا حاصل حسینؓ ہے
محبوبیت کی دہر میں تصویر ہے حسنؓ
آزادیٔ حیات کی منزل حسینؓ ہے
بے شک جہنّموں کا سزاوار ہے شِمر
گلہائے باغِ خلد کے قابل حسینؓ ہے
مر کر حسینؓ زندۂ جاوید ہو گئے
ہاں ہاں یزیدِ مرگ کا قاتل حسینؓ ہے
ہر دشمنِ حسینؓ ہے اِسلام کا عدو
اسلام و کفر کی حدِ فاصل حسینؓ ہے
سر دے دیا، یزید کی بیعت نہ کی قبول
تقدیرِ مرگ و زیست کا قائل حسینؓ ہے

آزاد شیرازی
مدیر تذکرہ
لاہور